OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

Al-Nasr Volume 3, Issue 3 (July-September 2024)

قرآن میں غیر عربی الفاظ سے متعلق استشراقی نقطۂ نظر: منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپنسر کی آراء کا تقابلی جائزہ

Orientalists Views on Foreign Vocabulary of the Qur'an: A Comparative Study of Montgomery Watt and Robert Spencer's Views

Dr. Tariq Aziz
Assistant Professor, Govt Associate College Kotmoman
prof.aziztariq@gmail.com
Hafeeza Bano Arain
PhD Scholar, Shah Abdul Latif University, Khairpur
missbano709@gmail.com
Prof. Dr. Muhammad Shahbaz Manj
Professor/Chairperson, Department of Islamic Studies, University of Education, Lahore
shahbaz.manj@ue.edu.pk

Abstract

This research article examines the perspectives of two prominent Orientalists, Montgomery Watt and Robert Spencer, on the foreign vocabulary of the Qur'an. By conducting a comparative analysis, the study examines how each scholar interprets the Qur'anic vocabulary, particularly the loan words and their impact on the understanding of Islamic texts. Montgomery Watt's approach is characterized by a historical contextual analysis, emphasizing the cultural exchanges between the Arabian Peninsula and neighboring civilizations. In contrast, Robert Spencer's viewpoint often reflects a more critical stance, focusing on perceived inconsistencies and the implications for

CC BY

Islamic theology. This paper aims to highlight the nuanced differences in their methodologies and conclusions, shedding light on how these perspectives shape broader discussions within Islamic studies and contribute to ongoing debates about the Qur'an's linguistic heritage. Through this comparative study, we seek to gain a deeper understanding of Orientalist scholarship and its influence on modern interpretations of the Qur'an.

Key Words: Qur'ānic Studies, foreign vocabulary, Watt, Spencer, Orientalists

تمہید

مغربی علماء قرآنیات کے ایک گروہ کے نزدیک قرآن میں غیر عربی الفاظ کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن محمد کی تصنیف ہے۔ کیونکہ ان کے بقول جب کبھی پیغمبر اسلام کسی زبان سے آشنا ہوئے انہوں نے اس کے الفاظ کو قرآن میں استعمال کیا۔ اسی وجہ سے مستشرقین نے قرآن میں غیر ملکی الفاظ کو تلاش کرنے میں بڑی محنت کی ہے۔ مثال کے طور پر، آرتھر جیفری (1959ء) کے بقول قرآن کی صحیح توجیح قرآن کے الفاظ اور اس کی ماخذ کے مکمل مطالعہ کے بغیر قابل عمل نہیں ہے۔[1] وہ اس بات کا قائل تھا کہ قرآن میں اس وقت مختلف مذاہب سے مستعار مواد موجود ہے۔ اس طرح، اس نظریہ پر کام کرتے ہوے اس نے آرامی، عبرانی، فارسی اور بہت سی دوسری مشرق وسطیٰ زبانوں میں مختلف الفاظ کی بنیادیں تلاش کرنے کی کوشش کی۔ آرتھر جیفری نے تقریباً 322 ایسے الفاظ کی نشاندہی کی ہے جن کی اصل اس کے بقول دیگر زبانیں ہیں۔ اس نقطہ نظر کا قرآن کی ترجمانی سے گہرا تعلق ہے کیونکہ مستشرقین کے خیال میں اگر کوئی لفظ عبرانی الاصل ہے تو اس کا ترجمہ کرتے وقت اس کی اصل کو ملحوظ رکھا جائے گا۔[2]

Companion to the Qur'an (منٹگمری واٹ)[3] اور Blogging the Qur'an (رابرٹ سپنسر)[4] کی قرآن میں غیر عربی الفاظ پر آراء

منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپنسر نے اپنی قرآن کمنٹریز میں قرآن میں غیر عربی الفاظ پر مختلف آراء پیش کی ہیں۔ ولیم منٹگمری واٹ عربی قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "This is in line with the insistence that the revelations to Muhammad constitute an Arabic Qur'an."[5]

یہ اس بات پر اصرار کی وجہ سے ہے کہ محمد (ﷺ) کی وحی عربی قرآن پر مشتمل ہیں۔

واٹ لکھتا ہے کہ "اس تناظر میں اس پر اصرار کیا گیا ہے کہ محمد (ﷺ) کی وحی غیر عربی ہے۔"[6]

رابرٹ سپنسر قرآن کی عربی زبان پر اعتراض کے بارے میں لکھتے ہیں:

"Then verses 113-123 tell us that Allah has sent down an "Arabic Qur'an" so that people may fear him (v. 113) – this is one of the verses that establish the proposition that the Qur'an is essentially in Arabic and cannot be translated. Allah tells Muhammad "be not in haste with the Qur'an before its revelation to thee is completed."[7]

پھر آیات 113-123 بتائی ہے کہ اللہ نے ایک "عربی قرآن "نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس سے ڈریں (آیت 113)۔ یہ ان آیات میں سے ہے جو یہ نظریہ پیش کرتی ہے کہ قرآن بنیادی طور پر عربی میں ہے۔ اور اسکا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا۔

رابرٹ سپنسر عربی زبان پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "کچھ مسلم اسکالر یہاں تک دعوی کرتے ہیں کہ عربی زبان کے علاوہ قرآن کو مکمل طور پر نہیں سمجھا جاسکتا۔[8]

واٹ لکھتا ہے کہ مسلمان اسکالرز کا یقین ہے کہ قرآن خالص عربی میں لکھا ہے۔ یہ بیان انہیں اس بات کو تسلیم کرنے سے روکتا ہے کہ قرآن میں دیگر زبانوں کے الفاظ ہیں۔[9] رابرٹ سپنسر لکھتا ہے کہ "لکسمبرگ کی لغت میں قرآن میں آرامی الفاظ ہیں، اور قرآن کے عموماً غیر واضح حصوں کے بہت سارے مفاہیم اس وقت قابل فہم ہو جاتے ہیں جب ہم ان الفاظ کو عربی کی طرح نہیں بلکہ سریانی (Syriac) کی طرح پڑھتے ہیں۔"[10] اس نے مزید کہا کہ قرآن میں وضاحت کا فقدان ہے عربی کی خود ساختہ کتاب کے بہت سے الفاظ نہ تو واضح اور نہ ہی عربی ہیں۔ اس کا مزید دعوی ہے کہ "حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے کئی بار اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ عربی میں ہے اس پر بھی سوالات اٹھتے ہیں کہ ایک واضح اور آسانی سے قابل فہم کتاب کو ایک سے زیادہ مرتبہ اس بات کی ضرورت کیوں ہوگی کہ یہ واضح اور آسان ہے؟ ایک عربی کتاب کو بار بار اس بات پر اصرار کرنے کی ضرورت کیوں ہوگی کہ وہ عربی میں ہے؟"[11] رابرٹ سپنسر مزید لکھتا ہے کہ " اس عربی کتاب میں غیر عربی الفاظ کی کثرت بھی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم اسکالرز نے نوٹ کیا ہے کہ قرآن غیر عربی مستعار الفاظ سے بھرا ہوا ہے۔ پھر یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن اصل میں بالکل عربی میں نہیں لکھا گیا تھا بلکہ بالآخر عربی میں اس کی شکل دی گئی تھی کیونکہ نیا مذہب تیار ہو رہا تھا۔"[12]

اعتراضات کا تنقیدی، تحقیقی اور تقابلی جائزہ

قرآن کی ایک صفت عربی ہے۔ جس کے معنی فصیح اور واضح طور پر بیان کرنے والا کے ہیں۔ قرآن کے عربی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ عربی زبان میں ہے اور اس کی زبان ایسی ہے جو فصیح و بلیغ ہے۔ کتاب کے بیان میں کوئی الجھاؤ یا ابہام نہیں ہے یہ اپنی بات کو نہایت وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہے اور اپنا مدعا عمدہ طریقے سے بیان کرتا ہے۔[13] دونوں مصنفین کے اعتراضات کا جواب دینے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ عربی زبان میں نزول قرآن کے وقت دیگر زبانوں کے الفاظ بھی موجود تھے۔ دنیا کی تمام زبانیں دیگر زبانوں سے الفاظ لیتی اور دیتی ہیں۔ ہر آدمی اپنی زبان میں اس بات کا بخوبی مشاہدہ کر سکتا ہے۔ چند سال بعد نئے الفاظ زبان کا حصہ بنتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں بھی زمانہ قدیم سے اب تک غیر عربی الفاظ کا اختلاط ہوتا رہا ہے۔ ان الفاظ میں سے کچھ کو تو عربوں نے تبدیلی کے بعد عربی اور ان کے مشابہ ہی بنالیا اور وہ بالکل عربی الفاظ شمار ہونے لگے۔ جبکہ کچھ الفاظ میں تھوڑی بہت تبدیلی کر کے ان کو عربی زبان کے اوزان اور قواعد کے مطابق استعمال کر لیا گیا۔ اس کے باوجود کچھ ایسے اسماء بھی تھے جو جوں کے توں عربی میں مستعمل رہے۔ دوسری طرف خود عربی زبان کے الفاظ بھی دیگر زبانوں میں بکثرت منتقل ہوئے۔ چنانچہ عربوں کے دیگر عجمی اقوام سے میل ملاپ اور لین دین کی وجہ سے فارسی، یونانی، عبرانی، سنسکرت اور ہندی زبانوں میں عربی زبان کے کئی الفاظ رائج ہوگئے۔ عربی زبان میں استعمال ہونے والے غیر عربی لفظ کو معرب یا دخیل قرار دیا جاتا ہے۔ معرب اور دخیل میں فرق یہ ہے کہ اگر عجمی لفظ عربی زبان میں آنے کے بعد لفظ اور شکل و صورت میں عربی جیسا ہو جائے تو معرب کہلائے گا بصورت دیگر اسے دخیل کہیں گے اور یہ سلسلہ زمانہ جاہلیت سے لے کر ہمارے زمانے تک بلکہ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔[14]

قرآن میں غیر عربی الفاظ کے وجود اور عدم وجود اختلافات

متقدمین اور متاخرین آئمہ کے درمیان قرآن میں معرب مفردات کے وقوع کے بارے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض آئمہ معرب الفاظ کی قرآن میں موجودگی کے قائل ہیں۔ اس گروہ کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں مختلف عجمی زبانوں کے الفاظ موجود ہیں۔ ان کا موقف یہ ہے کہ قرآن اگرچہ عربی زبان میں ہے مگر چند غیر عربی الفاظ کی موجودگی کی وجہ سے قرآن کے عربی ہونے پر کوئی فرق نہیں آتا ہے۔[15] علامہ شوکانی (م 255ھ) لکھتے ہیں: "تمام اہل لغت (علمائے نحو) کا اجماع ہے کہ قرآن میں موجود بہت سے اسماء میں عجمہ منع صرف کی علل میں سے ایک علت ہے۔"[16] امام سیوطی (م 911) اس سلسلے میں دلیل دیتے ہیں کہ قرآن کی یہ کتنی زبردست دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام اقوام عالم کی جانب دعوت حق دینے کیلئے بھیجے گئے تھے۔[17] اس واسطے ضروری تھا کہ نبی مبعوث کو جو کتاب دی جائے اس میں ہر ایک قوم کی زبان کے الفاظ موجود ہوں اور ان میں کوئی حرج نہ تھا کہ ان الفاظ کی اصل خاص اس نبی کی قوم میں بجنسہ ایک ہی رہی ہو۔[18]

اس وجہ سے یہ استدلال درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بعثت عامہ علی الاتفاق ان اقوام کے لئے بھی ہے جو تا قیامت پیدا ہوں گی اور ان زبانوں کے لوگوں کے لئے بھی آپ ﷺ رسول ہیں جو زبانیں نزول قرآن اور بعثت

محمدی کے بعد معرض وجود میں آئیں یا قیامت تک وجود میں آئیں گی نیز قرآن کے عربی زبان میں نازل کرنے کی وجہ یہ بیان کی گئی تا کہ تم سمجھو۔ ارشاد ربانی ہے کہ "ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تا کہ تم سمجھ لو۔"[19] اس آیت سے واضح ہے کہ یہاں ابتدائی مخاطب عربی ہی ہوسکتے ہیں جن کی زبان میں قرآن نازل کیا گیا۔

تفسیر معارف القرآن میں مولانا مفتی محمد شفیع (1897-1976ء) مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی زبان کا تا کہ تم (اہل زبان ہونے کی وجہ سے دوسروں سے پہلے) سمجھو (پھر تمہارے واسطے سے دوسرے لوگ سمجھیں)۔"[20] قرآن حکیم ساری دنیا کے لئے ہدایت کی کتاب ہے۔ لیکن چونکہ اس کے اولین مخاطب اہل عرب تھے اس لئے ضروری تھا کہ اسے عربی زبان میں نازل کیا جائے تا کہ پہلے عرب اس کے مطالب کو خوب سمجھیں پھر دوسرے لوگوں تک اسے ان لوگوں کی زبان میں پہنچائیں۔[21] مزید برآں غیر عربی الفاظ کے قرآن میں وقوع کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بعض الفاظ کو عرب نہیں جانتے تھے۔[22] حقیقت میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی زبان کے تمام الفاظ مکمل سمجھتا ہو، یہی وجہ ہے کہ امام شافعی نے فرمایا تھا کہ زبان کا احاطہ نبی کے سوا کسی اور انسان سے نہیں ہوسکتا۔[23] اور جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہے تو عربی زبان تو ایک بے حد وسیع زبان ہے اور اس زبان کے متعلق بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور زبان دانوں پر کچھ اخفاء رہ جانا بعید از قیاس نہیں۔[24]

جلال الدین سیوطی قرآن میں غیر عربی الفاظ کے وقوع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "میں نے غیر عربی الفاظ کے کلام الٰہی میں واقع ہونے کی سب سے قوی دلیل وہ دیکھی ہے جس کو ابن جریر نے ابی میسرہ سے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں ہر ایک زبان کے الفاظ ہیں اور میں اس قول کو پسند کرتا ہوں۔ پھر ایسا ہی قول سعید بن جبیر اور وہب بن منبہ سے بھی روایت کیا جاتا ہے اور ان تمام اقوال سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ قرآن حکیم میں ان الفاظ کے واقع ہونے کی حکمت اس کا علوم اولین و آخرین پر حاوی اور ہر شے کی پیشگوئی اور خبر دہی کا جامع ہونا ہے۔ النقیب لکھتے ہیں دیگر کتب آسمانی اور منزل من اللہ کتابوں پر قرآن حکیم کو ایک خصوصیت حاصل ہے کہ دوسری کتابیں جن قوموں کی زبانوں میں نازل کی گئیں ان کی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان کا اس میں ایک لفظ بھی نہیں آیا مگر قرآن حکیم تمام قبائل عرب کی زبان پر شامل ہونے کے علاوہ بہت سے الفاظ رومی، فارسی اور حبشی وغیرہ زبانوں کے بھی اپنے اندر موجود رکھتا ہے۔"[25]

معرب الفاظ کے مفردات قرآن حکیم میں آنے کی ایک بڑی وجہ اس موقف کے قائلین یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ جن عجمی الفاظ کو قرآن حکیم میں استعمال کیا گیا ہے ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا لفظ فصیح نہیں ہوسکتا تھا۔[26] علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ "جماعت صحابہ رضی اللہ اور تابعین رحمہم اللہ سے بعض قرآنی الفاظ کی تفسیر میں اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے ان پر غیر عربی الفاظ ہونے کا اطلاق کیا ہے"۔[27]

قرآن حکیم کے ان الفاظ کو جن کو دوسری زبانوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو ان میں سے اکثر الفاظ کی بابت یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم یا عربی زبان کے یہ الفاظ دیگر زبانوں میں بھی انہی معانی میں استعمال ہوتے ہیں جن معانی کے لئے

قرآن کریم یا عربی زبان استعمال ہوئے ہیں۔ نیز علامہ سیوطی نے جن الفاظ کو بھی عجمی الفاظ قرار دیا ہے ان الفاظ کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ عربوں کا کلام نہ تھے اور نہ یہ کہ عرب ان سے واقف نہ تھے۔28 مزید بر آں علامہ سیوطی نے جن الفاظ کو بھی عجمی الاصل قرار دیا ہے ان میں سے کئی الفاظ ایسے ہیں جن کے عربی الاصل ہونے کی وضاحت صحابہ کرام اور آئمہ دین سے منقول ہے۔[29]

قرآن حکیم میں عجمی الفاظ کی عدم موجودگی کے دلائل

اکثر آئمہ کا موقف ہے کہ قرآن حکیم میں عجمی الفاظ موجود نہیں ہیں۔ ان آئمہ میں امام شافعی، ابن جریر، امام ابوعبیدہ، قاضی ابو بکر اور ابن فارس شامل ہیں۔ اس موقف کے حاملین کا استدلال قرآن حکیم کی ان آیات سے ہے جن میں قرآن حکیم کو عربی کہا گیا ہے اور عجمی ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں کئی آیات کریمہ سے استدلال کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے کہ یہ فصیح عربی زبان میں ہے۔[30] اور فرمایا ہم نے اس قرآن حکیم کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا ہے۔[31] پھر فرمایا تمہارے پاس قرآن حکیم عربی بھیجا ہے۔[32] اسی طرح فرمایا کہ ہم نے اس قرآن حکیم کو عربی بنایا ہے۔[33]

امام شافعی ان تمام آیات کا حوالہ دینے کے بعد لکھتے ہیں کہ ہر آیت میں اللہ تعالی کی حجت قائم ہو جاتی ہے کہ اس کی کتاب قرآن عربی میں ہے۔[34] وہ آیات جن میں قرآن حکیم کے عربی ہونے کا ذکر ہے مذکورہ بالا آیات کے علاوہ درج ذیل ہیں: ارشاد باری تعالی ہے: وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ۔[35] اور یہ صاف عربی زبان ہے۔ اور ارشاد الٰہی ہے "اس قرآن حکیم کو ہم نے عربی میں نازل کیا ہے تا کہ تم سمجھو۔"[36] اسی طرح فرمایا "ہم نے اس کو عربی قرآن حکیم (کے طور پر) نازل کیا ہے۔"[37] نیز فرمایا کہ "اس کتاب کی آیات واضح ہیں (یعنی) قرآن عربی ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔"[38] القرآن عربی کے الفاظ بعض احادیث مبارکہ میں بھی موجود ہیں۔[39]

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (قرآن مجید کے عربی ہونے کی) اللہ تعالی نے اپنی کتاب کی دو آیات میں اس سے بھی زیادہ تاکید کی ہے۔ اس نے قرآن مجید کے عربی ہونے کے علاوہ اس کے کسی اور زبان میں ہونے کی نفی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ ..... وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ۔[40] اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو ایک شخص سکھا جاتا ہے مگر جس کی طرف (تعلیم) کی نسبت کرتے ہیں اس کی زبان کو تو عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔ اور فرمایا: وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا ... اَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ۔[41] اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں نازل کرے تو یہ کہتے اس کی آیات (ہماری زبان میں) کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں، قرآن عجمی اور رسول عربی؟ یہ کیا بات ہوئی؟[42]

عربی زبان میں قرآن حکیم کے نازل ہونے کی وجہ

دونوں زیر بحث مستشرقین کی آراء کے اعتراض میں عرض ہے کہ عربی زبان میں قرآن حکیم کے نازل ہونے کی وجہ تو قرآن حکیم نے خود ہی بتلائی ہوئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ

وَّعَرَبِيٌّ۔[43] (اگر ہم قرآن حکیم عربی کے سوا کسی اور زبان میں اتارتے تو عربی لوگ کہتے کہ اس کے حکموں کو واضح کیوں نہیں کیا کلام عجمی اور مخاطب؟) چونکہ قرآن کے اول مخاطب عرب کے لوگ تھے۔ اس لئے قرآن عربی زبان میں نازل ہوا۔ انہوں نے اس کلام کو سمجھ کر دوسرے لوگوں کو سمجھا دیا۔ یہی بات عین انصاف ہے فرق صرف آپ کی سمجھ کا ہے۔[44]

منٹگمری واٹ اور سپنسر جیسے مستشرقین کے لیے علامہ حافظ ابن کثیر (م774ھ) کی اس سلسلہ میں وضاحت کافی ہے جو لکھتے ہیں کہ اگر قرآن عجمی زبان میں اترتا تو صاف صاف نہ سمجھنے کا بہانہ کرتے اور کہتے کہ مخاطب تو عربی ہیں۔[45]

ابن جریر طبری (م310ھ) نے قرآن حکیم مجید کے عربی ہونے پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یہ درست نہیں کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے کسی سے اس (زبان) کے ذریعے سے مخاطب ہو جس کو مخاطب سمجھتا نہ ہو، وہ اپنے کسی رسول کو لوگوں کی طرف رسالت دے کر انہی کی زبان و بیان میں بھیجتا ہے۔ کیونکہ اگر مخاطب اور مرسل الیہ اس (زبان) کو نہ سمجھتا ہو جس کے ذریعے اس سے خطاب کیا کیا ہے تو مخاطب کی رسالت سے پہلے اور بعد کی حالت ایک جیسی ہی ہوتی ہے تو اس کو رسول کے مخاطب ہونے اور رسالت سے کوئی فائدہ نہ ہوا، وہ پہلے کی طرح ناواقف ہی رہا۔"[46]

اسی لئے اللہ جل جلالہ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ "ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا تا کہ انہیں

(احکام الہیٰ) کھول کھول کر بتادے۔"[47] اسی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالی نے اپنی کتاب جو ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل کی وہ حضرت محمد ﷺ کی زبان میں نازل کی، جب حضرت محمد ﷺ کی زبان عربی تھی تو ثابت ہوا کہ قرآن حکیم عربی میں ہے اور اس کی شہادت خود قرآن حکیم نے بھی دی ہے۔"[48] قرآن حکیم کے غیر عربی ہونے کے بارے میں امام ابو عبیدہ (م210ھ) فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن حکیم عرب کی واضح زبان میں نازل کیا گیا ہے اس لئے جو شخص کہے کہ اس میں غیر عربی زبان کے الفاظ بھی ہیں وہ بلاشبہ بڑی بات کہتا ہے۔[49] علامہ زرکشی لکھتے ہیں کہ خوب جان لو کہ قرآن حکیم کو اللہ تعالی نے لغت عرب میں نازل کیا ہے، اس کی قراءت و تلاوت عربی زبان میں ہی کی جاسکتی ہے۔ مزید وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن حکیم میں عربی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن حکیم کو اپنے نبی ﷺ کے لئے زندہ معجزہ اور آپ کی صداقت کی دلیل قطعی قرار دیا ہے اور بڑے بڑے عربوں کو چیلنج کیا ہے۔[50]

قرآن حکیم کو جب عربی قرار دیا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ قرآن حکیم کا لفظ تمام سورتوں اور آیات پر بولا جاتا ہے۔ اسی طرح تمام الفاظ اور مفردات اس میں شامل ہیں۔ علامہ صابونی لکھتے ہیں کہ اگر قرآن حکیم میں لغت عرب کے علاوہ بھی کچھ ہوتا یا کوئی ایسی بات ہوتی جس کو عرب نہ سمجھتے ہوتے یا اس میں غیر عربی (عجمی) الفاظ ہوتے تو مشرکین قرآن حکیم پر ببانگ

دبل اعتراض کرتے اور اس کو رسول کی عدم صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے۔[51] قرآن حکیم میں غیر عربی الفاظ کے مستشرقین کے اعتراض میں ایک معروف اسکالر لکھتے ہیں:

> "قرآن کسی بھی ایسے لفظ پر مشتمل نہیں جو غیر عربی ہو، یہ سب کا سب عربی ہے اگر قرآن عربی زبان کے علاوہ کسی زبان پر مشتمل ہوتا تو یہ بات ان آیات سے متضاد ہوتی اور رسول اپنی قوم کی زبان میں مبعوث نہ قرار دیے جاسکتے تھے۔ قرآن کے الفاظ کا مجموعہ بھی قرآن مجید کہلاتا ہے اور اس کے ایک جزء کو بھی قرآن مجید ہی کہا جاتا ہے۔ اگر اس کا کوئی حصہ غیر عربی ہوتا تو وہ قرآن حکیم میں سے نہیں ہو سکتا تھا۔"[52]

اس موضوع پر محمد علی حسن نے امام رازی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ نقطہ نظر کہ قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ بھی ہیں اس کے فاسد اور باطل ہونے کی دلیل خود اللہ تعالی کا فرمان ہے۔[53] بہت سارے اہل علم کی رائے ہے کہ پورا قرآن عربی میں ہے۔ اور اس میں ایک لفظ بھی غیر عربی نہیں ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالی نے جو اسے عربی کہا ہے وہ صحیح نہ ہوتا۔[54] قرآن حکیم کے عربی ہونے کے بارے میں ایک موقف یہ بھی ہے کہ جو لفظ بھی قرآن حکیم میں آیا ہے اور اس کو کسی قوم نے استعمال کیا ہے تو وہ لفظ اصل میں عربی تھا، دیگر اہل زبان نے اس لفظ کو تھوڑا بہت بدل کر استعمال کر لیا۔ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے ابو بکر باقلانی کہتے ہیں کہ قرآن حکیم عربی ہے اس میں کوئی عجمہ نہیں ہے۔ قرآن حکیم کا ہر ہر لفظ جو کسی دوسری زبان والے نے استعمال کیا ہے تو اس لفظ کی اصل عربی ہو گی، اور دوسروں نے اس میں کوئی تغیر کیا ہو گا جیسے عبرانیوں نے تغیر و تبدل کیا ہے۔[55]

ڈاکٹر حسن ضیاء الدین عتر نے اپنی کتاب "نقاء القرآن من الکلام الا عجمی" میں یہ کہا ہے کہ عربی زبان چونکہ حضرت ابراہیم کے زمانے سے بھی پہلے سے چلی آرہی ہے لہٰذا اس زبان میں مستعمل جن الفاظ کی اصل یا مصدر یا اشتقاق موجود نہیں ہے تو یہ ایسے الفاظ ہیں جن کے مصادر یا اشتقاقات وقت کے ساتھ متروک ہو گئے جبکہ یہ الفاظ باقی رہے۔[56] اس موضوع پر سید آلوسی لکھتے ہیں کہ اہل عرب اپنے سفروں میں دیگر اقوام سے ملتے تھے اور اس وجہ سے ان کی زبان کے بعض الفاظ اہل عرب کی زبان پر چڑھ جاتے تھے۔ پھر ان الفاظ میں سے چند کلمات حروف کی کمی کے ساتھ تغیر کر کے اہل عرب نے ان کو اپنے محاورات اور اشعار میں بھی استعمال کر لیا اور اس طرح پر وہ معرب الفاظ فصیح عربی کلمات کے قائم مقام بن گئے اور ان میں بھی بیان کی صفت پیدا ہو گئی پس اسی حد (تعریف) کے لحاظ سے قرآن حکیم کا نزول ان کلمات کے ساتھ ہوا۔[57]

قرآن حکیم سارا کا سارا عربی ہے۔ علماء کی پیش کردہ بکثرت نصوص اور ذہن کو اپیل کرنے والے قوی دلائل اس کی تائید کرتے ہیں۔"[58] مزید برآں اسی موقف کی تائید علامہ قرطبی نے کی ہے۔[59] لیکن بعض علماء نے دونوں قسم کے اقوال کو صحیح قرار دیا ہے۔[60] جس وقت قرآن حکیم کا نزول ہوا ہے اس وقت یہ الفاظ عربی کلام میں ایسے مل جل گئے تھے کہ ان کا امتیاز

کرنا مشکل تھا۔ لہذا اس لحاظ سے جو لوگ ان کو عربی زبان میں شامل بتاتے ہیں وہ بھی اور جو لوگ ان کلمات کو عجمی قرار دیتے ہیں وہ بھی دونوں بجائے خود سچے ہیں۔[61]

نواب صدیق حسن خان قنوجی کے نزدیک جب عربوں نے ان کلمات کے ذریعے کلام کیا تو یہ ان کی طرف منسوب ہو گئے اور یہ ان کی لغت بن گئے "[62]خطیب شربینی اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ بعض مفسرین نے دونوں قسم کے اقوال کو جمع کیا ہے۔ جب اہل عرب نے ان کلمات کے ذریعے تکلم کیا اور یہ الفاظ ان کی زبانوں پر گردش کرنے لگے تو یہ فصیح عربی قرار پائے اگرچہ اصل کے اعتبار سے یہ غیر عربی تھے لیکن جب عرب ان کو بولنے لگے تو یہ ان کی طرف منسوب ہوئے اور ان کی زبان قرار پائے۔ یہ تطبیق بہت خوبصورت ہے۔[63]

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا تمام تر اختلاف کے باوجود یہ بات تو مسلم اور متفق علیہ ہے کہ قرآن حکیم میں غیر عربی الفاظ کے قائلین کے نزدیک بھی قرآن حکیم کے اکثر الفاظ عربی ہیں، صرف چند الفاظ ہیں جو ان کے نزدیک عجمی ہیں اور ان کا مفہوم بھی وہی معتبر ہے جو عرب سمجھتے تھے۔ اس طرح منٹگمری واٹ اور رابرٹ سپنسر کا یہ اعتراض حقیقت پر مبنی نہیں ہے کہ قرآن حکیم غیر عربی ہے۔ رابرٹ سپنسر نے جن مستشرقین کی آراء کو بنیاد بنا کر یہ اعتراض کیا ہے ان کی کئی مسلم اسکالرز نے تردید کی ہے۔

References

[1] Arthur Jeffery, *Foreign Vocabulary of Qur'ān* (Baroda: Oriental Institute,1938), vii

2 Michael Carter, Foreign Vocabulary in The Blackwell Companion to the Qur'an, ed. Andrew Rippin (Oxford: Blackwell, 2006), 212.

3 Dr. William Montgomery Watt is a famous Scottish Orientalist and Islamic Scholar. He was born in 1909. He got his higher education from Edinburgh and Oxford Universities. The last Orientalist died in 2006. He wrote many books and articles on Islam, Quran and life of the Prophet Muhammad. He also wrote a commentary of the Quran "Companion to the Quran" along with his other books on the Quran.

4 Robert Spencer is an American anti-Islamic writer. He was born in 1962 and has a background in Catholic Christianity. He got his Master Degree from University of Chapal Hill. He is a Director of the website Jihad Watch. He has published more than twenty books on Islam, Quran and other themes. His two books have been the New York Times

best seller books. He also wrote a Quran commentary, "Blogging the Quran". His has planned to publish his new Quran commentary, "The Critical Quran: The key Islamic commentary and Contemporary Historical Research" in November 2021

5 William Montgomery Watt, Companion to the Quran: Based on the Arberry Translation (London: George Allen & Unwin Ltd., 196), 124.

6 Watt, Bell's Introduction, 124.

7Robert Spencer, "Blogging the Quran." Accessed November 4, 2013. http://www.jihadwatch.org, 96.

8 Spencer, Blogging, 4.

9 Watt, William Montgomery. Bell's Introduction to the Quran (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1970), 102.

10Spencer, Did Muhammad Exist?," An Inquiry Into Islam's Obscure Origins (New York: ISI Books, 2012), 127.

11 Spencer, Did Muhammad Exist, 128.

12Spencer, Did Muhammad Exist, 128.

13 مولانا محمد رفیق چودھری، قرآن حکیم کے دامن میں (لاہور: مکتبہ قرآن، 2003)، 25۔

14 مولانا محمد اسماعیل سلفی، شرح المعلقات السبع (لاہور: دار النشر الکتب الاسلامیہ، 1979ء)، 22۔

15 ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن اور ڈاکٹر حافظ محمد اسمائیل فاروق، "قرآن مجدی میں غیر عربی الفاظ کا تحقیقی جائزہ، "4۔

16 محمد بن علی بن محمد الشوکانی، ارشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول الفصل الرابع في المعرب هل هو موجود في القرآن حکیم أم لا (بیروت: دار المعرفۃ، س۔ن)، 28۔

17 ابراہیم 14:4۔

18 جلال الدین سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن (لاہور: سہیل اکیڈیمی، س۔ن)، 1:321۔

19 یوسف 12:2۔

20 مولانا مفتی محمد شفیع، معارف القرآن حکیم (کراچی: ادارۃ المعارف، 1984ء)، 5:3۔

21 مولانا عبد الرحمن کیلانی. تیسیر القرآن حکیم (لاہور: مکتبہ السلام، 2002ء)، 2:377۔

22 علی بن محمد الآمدی، الاحکام فی اصول الاحکام (بیروت: دار الکتاب العربی، 1984ء)، 1:79۔

23 محمد بن ادریس شافی، الرسالۃ (قاہرہ: مصطفی البابی الحلبی، 1983ء)، 42۔

24 الاسیوطی، الاتقان، 1:320۔

25 الاسیوطی، الاتقان، 1:321۔

26 حسن اور فاروقی، قرآن میں عربی الفاظ، 6۔

27 عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد السیوطی، التحبیر في علم التفسیر (بیروت: دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، 2001ء)، 201۔

28 جامع البیان، ابن جریر محمد بن جریر طبری، جامع البیان فی تاویل القرآن (بیروت: دار الفکر، 2005ء)، 1:1-17:14۔

29 الأنعام 6:133۔

30 الشعراء 26:192-195۔

31 الشعراء 26:192-195۔

32 الشوزی 42:7۔

33 الزخرف 43:1-3۔

34 امام شافی، الرسالۃ، 49۔

35 النحل 16:103۔

36 یوسف 12:2۔

37 طہ 20:113۔

38 حم السجدۃ 41:3۔

39 امام الحافظ ابو عبید اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین (لاہور: پبلیشرز برادرز، 2010)، 14:87۔

40 النحل 16:103۔

41 حم السجدۃ 41:44۔

42 امام شافعی، الرسالۃ 47۔

43 حم السجدۃ 41:44۔

44 ثناء اللہ امرتسری: حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2001)، 38-39۔

45 ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، تفسیر ابن کثیر (لاہور: مکتبہ فاروقیہ، س۔ن)، 4:76۔

46 طبری، جامع البیان، 1:11۔

سورۃ ابراھیم،14:4-47

تفسیر طبری،1:11-48

زرکشی،البرھان،1:287-288-49

زرکشی،البرھان،1:287-288-50

فصلت41:44-51

سمیح عاطف الزین،الاسلام وثقافۃ الانسان(بیروت:دارالکتاب اللبنانی،1981ء)،500-501-52

الدکتور محمد علی حسن،المنار فی علوم القرآن(عمان:دارالرقم،1973ء)،17-53

الحسن،المنار،18-17-54

الحسن،المنار،1-7-55

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر،اسلام اور مستشرقین(لاہور:مکتبہ رحمۃ للعالمین،2014)،83-56

السید محمد الآلوسی،روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی(بیروت:دار احیاء التراث العربی،س-ن)،12:174-57

محمد علی الصابونی،التبیان فی علوم القرآن(بیروت:مناہل العرفان،1981ء)،203-204-58

محمد بن احمد الانصاری القرطبی،الجامع لاحکام القرآن(مصر:دار الکتاب العربی،1927ء)،1:68-69-59

ابو الفرج عبد الرحمان بن الجوزی،زاد المسیر فی علم التفسیر(لاہور:دار نشر الکتب الاسلامیہ،1965ء)،4:175-60

زرکشی،البرھان،1:690-61

نواب صدیق حسن خان،فتح البیان فی مقاصد القرآن(قاہرہ:مطبعۃ العاصمۃ،س-ن)،4:434-62

الخبیب الشربینی،تفسیر السراج المنیر(بیروت:دار المعرفۃ،س-ن)،2:88-63